OPEN ACCESS
Journal of Islamic & Religious Studies
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.uoh.edu.pk/jirs

JIRS, Vol.:5, Issue: 1, Jan – June 2020
DOI: 10.36476/JIRS.5:1.06.2020.11, PP: 85-100

فقہائے اربعہؒ کے اقوال کی روشنی میں نصابِ زکوۃ کے معاصرانہ تقاضے: ایک تحقیقی جائزہ

An Analytical Study on Contemporary Requisites for Niṣab of Zakat in the Light of Opinions of Fuqhā-e-Arba'a

Dr. Javed Khan
Lecturer, Department of Islamic & Arabic Studies,
University of Swat, KP, Pakistan
Dr. Muḥammad Mushtaq Aḥmad
Assistant Professor, Department of Islamic & Arabic Studies,
University of Swat, KP, Pakistan
Dr. Attaullah
Assistant Professor, Department of Islamic & Religious Studies
The University of Haripur

Version of Record Online/Print: 29-06-2020
Accepted: 25-05-2020
Received: 31-01-2020

Abstract

*Zakat is one of the main pillars of Islam. On one hand, it purifies the income of the wealthy people, on the other hand, it helps the needy people hence the social value of Islam and brotherhood is promoted. The niṣāb of few things are very clear as mentioned in aḥādīth in quit unambiguous manner just like nisāb of gold, silver, and livestock, etc. However in a situation when a person's wealth is a mixture of a different kind of Amwāl-e-zakat and none of them reach to the limit of nisāb, especially in the case of gold, silver, and modern-day paper currency, in this case, whether gold, silver or paper shall be combined for the obligation of zakat or not? Imam Malik, Imam Abū Yūsuf and Imam Muhammad are of the view that the merger shall be based on its quantity/parts(*ضم بالاجزاء*). On the other hand, according to Imam Abū Ḥanifa, the merger shall be based on the price of gold and silver and the person should be considered nisāb holder if the price of the combined assets reaches the price of nisāb of silver. The above principle shall also be applied for Uzḥiyyah as well. Currently, due to the huge difference in the price of silver and gold, if we take the merger of different assets based on price, people who are not even secure from financial worries become nisāb holder and they have to pay zakat as well as Uzḥiyyah. In this paper, Zakat and its conditions are briefly defined, the issue of the combination of various niṣābs is elaborated, and the modern-day problems in light of the impact of the price of silver on the combination of niṣābs are discussed along with the recommendations.*

Keywords: *zakat, niṣāb, merge of niṣab, merge by parts, merge by value*

CC BY

تمہید:

زکوۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے، ایک طرف اس کی فرضیت سے غریب کی ضروریات پوری ہوتی ہیں تو دوسری طرف اس کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور خوشنودی کا باعث ہے۔ زکوۃ کی فرضیت صاحبِ نصاب پر ہے اور نصاب کے متعلق احادیثِ صحیحہ میں دو قسم کے معیاروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ سونے میں ۲۰ مثقال اور چاندی میں دوسو درہم جن کی مقدار موجودہ دور میں ساڑھے سات تولہ سونا اور ساڑھے باون تولہ چاندی بنتی ہے۔ یہاں تک تو کسی قسم کا کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اگر کسی کے پاس سونا اور چاندی دونوں مقدارِ نصاب سے کم ہوں تو وہ شخص کس طرح اس سونے اور چاندی کو ضم کرکے ملائے گا اور اس کی زکوۃ ادا کرے گا؟ اس میں فقہ حنفی کا مفتی بہ رائج قول ضم بالقیمۃ ہے جس پر عمل کرنا امت کے لئے بالعموم اور خواتین کے لئے بالخصوص کافی مشکل ہے کیونکہ اس بنیاد پر جو مرد یا عورت زکوۃ ادا کرے تو وہ بقرعید میں قربانی کے وجوب کا بھی مخاطب ہوجاتا ہے اگرچہ اس قول پر عمل کرنے میں فقراء ومساکین کا فائدہ زیادہ ہے لیکن اس میں یہ اندیشہ بھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا کہ چند سالوں بعد یہی شخص چاہے مرد ہے یا عورت، خود مستحقینِ زکوۃ کی فہرست میں شامل ہوسکتا ہے جو کہ مقاصدِ شریعت کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا کہ زکوۃ کے وجوب کا مقصد غربت کا خاتمہ اور غریب کی حاجت روائی ہے نہ کہ غرباء ومساکین کی تعداد بڑھانا جب کہ صاحبین کا قول ضم بالاجزاء کا ہے جس میں امتِ مسلمہ کے لئے کافی گنجائش ہے۔ موجودہ تحقیق میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ فقہ حنفی کے مفتی بہ قول ضم بالقیمۃ حتمی ہے یا اجتہادی اور کس طرح امتِ مسلمہ کو اس مسئلہ سے نکالا جاسکتا ہے اور دوسرے مجتہدین کا اس بارے کیا مؤقف ہے؟

مسئلۃ البحث:

ذکر کردہ صورتِ حال اس بات کا متقاضی ہے کہ پہلے ضم بالقیمۃ اور ضم بالاجزاء کی وضاحت کی جائے اور ضم بالقیمۃ پر عمل کرنے میں درپیش مشکلات کو بیان کیا جائے اگر وہ مشکلات واقعی فلسفہ زکوۃ کے ساتھ متصادم ہوں تو اس کے لئے متبادل کیا صورت پیش کی جاسکتی ہے؟ دیکھا جائے کہ فقہ حنفی کا مفتی بہ قول ضم بالقیمۃ قائم بالنص ہے یا مجتہد فیہ؟ اگر مجتہد فیہ ہے تو کیا موجودہ حالات میں صاحبین کے قول ضم بالاجزاء پر فتویٰ، مذہب علی الغیر میں شمار ہوگا؟ زکوۃ کسی ایک مسلک کا مسئلہ نہیں ہے اس میں دوسرے ائمہ مجتہدین خصوصاً ائمہ اربعہؒ کی ضم کے متعلق کیا رائے ہے؟ موجودہ دور میں امت کے معروف مفتیان حضرات اس بارے کیا رائے رکھتے ہیں؟ ان سوالات کے تحقیقی جوابات کے لئے اس مختصر تحقیق میں ممکنہ کوشش کی گئی ہے۔

سابقہ تحقیقات کا جائزہ:

نصابِ زکوۃ پر تمام فقہاء مجتہدین کا قابلِ قدر کام موجود ہے جس میں فقہائے اربعہ کے کام کو خصوصی طور پر مدنظر رکھا گیا ہے اس طرح فقہی ذخیرہ میں زکوۃ کے مقاصد اور اس کے فلسفہ پر کافی مواد پایا جاتا ہے۔ فقہ حنفی میں ضم بالاجزاء اور ضم بالقیمۃ کی تفصیل مصادر فقہ میں پائی جاتی ہے جس میں ضم بالقیمۃ کا قول امام صاحبؒ کی طرف جب کہ ضم بالاجزاء کو حضرات صاحبینؒ کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور امام قدوریؒ نے صاحبینؒ کے قول کو بھی امام صاحبؒ کا قول قرار دیا ہے۔ یہاں تک تو فقہی ذخیرہ ہماری راہنمائی کرتا ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اور سونے چاندی کی قیمتوں میں بے تحاشا فرق، جس کو غبنِ فاحشِ کبیر سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، کی وجہ سے امام صاحبؒ کے مفتی بہ قول پر عمل کرنا امت مسلمہ کے لئے کتنا مشکل اور متعذر ہے۔ موجودہ صورتِ حال کو مدِ نظر رکھ کر اس فتویٰ میں تبدیلی کی جاسکتی ہے یا نہیں جب کہ عمومی فتویٰ ضم بالقیمۃ پر

ہے۔ائمہ اربعہؒ کی تفصیلات، دارالافتاء جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، دارالافتاء جامعہ عثمانیہ پشاور اور دارالافتاء والارشاد مجلس البرکتہ بمبئی کے فتاویٰ جات کی روشنی میں کس طرح فقہائے امت کو ایک فتویٰ یا تجویز پر متفق کیا جاسکتا ہے اس تحقیق میں ان تمام پیش نظر ممکنات کو جمع کیا گیا ہے۔

منہج تحقیق:

بنیادی طور پر یہ اس تحقیق میں معیاری منہجِ تحقیق Qualitative Research کو اپنایا گیا ہے جس میں فقہائے اربعہ کے اقوال، موضوع سے متعلق فتاویٰ جات کا تحقیقی جائزہ Research Analysis کیا گیا ہے اور معاصر حالات میں ممکنہ صورتیں پیش کی گئی ہیں۔

تعارفِ زکوۃ:

زکوۃ لغت میں زیادتی یا پاکی اور طہارت کو کہتے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں زکوۃ "اپنے مال کے مخصوص حصے کا مخصوص لوگوں کو مالک بنانا" ہے۔امام جرجانیؒ فرماتے ہیں:

"الزكاة في اللغة الزيادة، وفي الشرع عبارة عن إيجاب طائفة من المال في مال مخصوص لمالكٍ مخصوص"[1]

التعریفات الفقہیۃ میں زکوۃ کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"الزكاة في اللغة الطهارةُ والزيادة وفي الشرع تمليك جزء مال عيَّنه الشارع من مسلم فقير غيرِ هاشمي ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن المملَّك من كل وجه لِلّٰه تعالى." [2]

"زکوۃ لغت میں طہارت اور اضافے کو کہتے ہیں اور شرعی اصطلاح میں مال کے ایک ایسے حصے کا کسی مسلمان، فقیر جو ہاشمی نہ ہو اور نہ ان کا مولا ہو، کو اس طرح مالک بنانا ہے جس کی ہر قسم کی منفعت مالک سے منقطع ہو جائے۔"

شرائطِ زکوۃ:

فقہائے کرام نے زکوۃ کی فرضیت کے لئے چند شرائط بیان کی ہیں جس کی وضاحت امام قدوریؒ یوں کرتے ہیں:

"الزكاة واجبة على الحر المسلم البالغ العاقل إذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول وليس على صبي ولا مجنون ولا مكاتب زكاة ومن كان عليه دين يحيط فلا زكاة عليه"[3]

"زکوۃ آزاد، مسلمان، عاقل، بالغ پر اس وقت فرض ہے جب وہ کامل نصاب کا مالک ہو جائے اور اس پر ایک سال بھی گزر جائے۔ نابالغ بچے، دیوانے، مکاتب غلام اور ایسے مدیون پر زکوۃ واجب نہیں جس کا قرض اس کے مال سے زیادہ ہو۔"

مقدارِ نصاب:

زکوۃ کی فرضیت مدینہ منورہ میں ۲ ہجری کو ہوئی اور قرآن کریم نے اس کی فرضیت کو نماز کی طرح بیان کیا ہے تاہم اس کی مقدارِ فرضیت یعنی نصاب کو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی ہے:

"لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ"[4]

"پانچ اوقیہ سے کم میں زکوۃ واجب نہیں۔"

اسی طرح دوسری احادیث میں ارشاد فرمایا کہ چاندی کے دوسو درہم سے کم میں اور سونے کے بیس مثقال سے کم میں زکوۃ واجب نہیں، ارشادِ نبوی ہے:

"لَيْسَ فِي أَقَلَّ مِنْ عِشْرِينَ مِثْقَالًا ذَهَبًا صَدَقَةٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ عِشْرِينَ مِثْقَالًا فَفِيهَا نِصْفُ مِثْقَالٍ، فَمَا زَادَ فَبِحِسَابِ ذَلِكَ"[5]

"بیس مثقال سونے سے کم مقدار میں زکوۃ واجب نہیں، جب مثقال تک پہنچ جائے تو اس میں نصف مثقال واجب ہے اور اس سے زیادہ کا اسی مناسبت سے حساب کیا جائے گا۔"

چاندی کے نصاب کے متعلق یہ ارشاد فرمایا:

"لَاصَدَقَةَ فِي الرِّقَةِ حَتَّى تَبْلُغَ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ"[6]

"چاندی میں دوسو درہم سے کم میں زکوۃ نہیں"

نصاب کے متعلق یہ بات احادیث کی روشنی میں واضح ہے کہ سونے میں نصابِ زکوۃ ۲۰ مثقال یا ۲۰ دینار اور چاندی میں نصابِ زکوۃ پانچ اوقیہ یعنی ۲۰۰ درہم ہیں لیکن موجودہ زمانے میں چونکہ سونا چاندی تولہ اور گرام کے حساب سے خریدا اور بیچا جاتا ہے، اس لئے حضرات فقہاء نے سونے کے ۲۰ مثقال، ساڑھے سات تولہ اور چاندی کے ۲۰۰ درہم، ساڑھے باون تولہ مقدار کے برابر بتائے ہیں۔[7]

لہذا صرف سونا ہو تو ساڑھے سات تولہ سے کم میں زکوۃ واجب نہیں اور صرف چاندی ہو تو ساڑھے باون تولہ سے کم میں زکوۃ واجب نہیں لیکن اگر کسی کے پاس سونا چاندی نہیں ہے، یا ہے لیکن نصاب سے کم ہے اور اس کے پاس نقدی ہے تو دونوں نصابوں میں سے کس نصاب کی برابری کی جائے گی؟ اس کے بارے میں فقہائے کرام نے فرمایا ہے کہ "انفع للفقراء" کا خیال رکھا جائے گا، جیسے کہ علامہ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں:

"أَنَّ وُجُوبَ الضَّمِّ إذَا لَمْ يَكُنْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا نِصَابًا بِأَنْ كَانَ أَقَلَّ فَأَمَّا إذَا كَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا نِصَابًا تَامًّا وَلَمْ يَكُنْ زَائِدًا عَلَيْهِ لَا يَجِبُ الضَّمُّ بَلْ يَنْبَغِي أَنْ يُؤَدِّيَ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ زَكَاتَهُ وَلَوْ ضَمَّ أَحَدَهُمَا إلَى الْآخَرِ حَتَّى يُؤَدِّيَ كُلَّهُ مِنْ الذَّهَبِ أَوْ الْفِضَّةِ فَلَا بَأْسَ بِهِ عِنْدَنَا، وَلَكِنْ يَجِبُ أَنْ يَكُونَ التَّقْوِيمُ بِمَا هُوَ أَنْفَعُ لِلْفُقَرَاءِ رَوَاجًا"[8]

"جب سونا اور چاندی میں سے ہر ایک نصاب کی مقدار سے کم ہو تو ضم کرنا واجب ہوتا ہے اور اگر نصاب ہر ایک کا پورا ہو اور زیادہ نہ ہو تو پھر ضم کرنا واجب نہیں بلکہ ہر ایک سے زکوۃ ادا کی جائے گی اور اگر ضم کیا جائے یہاں تک کہ پوری زکوۃ سونے یا چاندی سے ادا کی جائے تو بھی احناف کے ہاں کوئی حرج نہیں لیکن ضم کرنے کے لئے قیمت لگانے میں "انفع للفقراء" کا خیال رکھا جائے گا۔"

یعنی سونے چاندی کی مروجہ قیمت کو دیکھا جائے گا جو قیمت جلدی اور آسانی سے پوری ہوتی ہو اسی کو نصاب مان کر زکوۃ ادا کی جائے گی اس لئے کہ یہ "انفع للفقراء" ہے البتہ سفیان ثوریؒ کے قول کے مطابق اجزاء میں سے کم نصاب کو زیادہ نصاب میں ضم کیا جائے گا یعنی اگر ایک تہائی سونا اور دو تہائی چاندی ہے تو سونے کو چاندی میں ضم کیا جائے گا اور اگر ایک

تہائی چاندی ہے اور دو تہائی سونا ہے تو چاندی کو سونے میں ضم کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر اجزاء کے اعتبار سے نصاب مکمل ہے تو ہر ایک سے الگ الگ زکوٰۃ کی ادائیگی کی جائے گی۔[9]

لیکن ایک اہم بات، جو اس تحقیق کا لبِ لُباب ہے وہ یہ کہ نصاب سے کم سونا اور چاندی کو کس طرح ضم کیا جائے گا؟ اس میں ضم بالاجزاء اور ضم بالقیمۃ میں سے کس کو ترجیح دی جائے گی؟ اس حوالے سے حضرات ائمہ اربعہ کے مؤقف کو سامنے رکھ کر ایک مستند اور جامع سفارش مرتب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ضم بالقیمۃ کی وضاحت:

ضم بالقیمۃ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس سونا اور چاندی نصاب سے کم موجود ہوں تو نصاب کو پورا کرنے کے لئے ان کو آپس میں قیمت کے اعتبار سے ملایا جائے گا، دونوں کی قیمت لگائی جائے گی اور اس کو جمع کیا جائے گا۔ اگر دونوں کی مجموعی قیمت نصاب میں سے سونے کے نصاب کی قیمت یا چاندی کے نصاب کی قیمت تک پہنچ رہی ہو تو ایسا شخص صاحبِ نصاب شمار ہو کر زکوٰۃ کی ادائیگی کا مخاطب ہو گا۔

ضم بالاجزاء کی وضاحت سے پہلے امام مالکؒ کا موقف بیان کرتے ہیں تاکہ ضم بالاجزاء کی وضاحت میں امام مالکؒ کے قول کی وضاحت بھی ہو جائے۔

حضرات مالکیہ کا مؤقف:

فقہ اسلامی میں امام مالکؒ کا نام اور ان کی فقہ ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے چونکہ امام مالکؒ، امام مدینۃ النبی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہیں اس وجہ سے ان کی فقہ بڑی اہمیت کی حامل ہے۔فقہ مالکی کی مشہور کتاب الکافی فی اہل المدنیۃ میں امام مالکؒ کا موقف نصابِ زکوٰۃ کے بارے میں یوں بیان کیا گیا ہے:

> "ويضم الذهب إلى الورق في الزكاة وكان مالك يرى ضمهما بالأجزاء لا على صرف الوقت. وتفسير ذلك: أن ينزل المثقال بدلا من عشرة دراهم كيلا ويجعل العشرة دراهم بدلا من المثقال. مثال ذلك: رجل له مائة درهم كيلا وعشرة مثاقيل فعليه فيهما جميعا الزكاة وكذلك لو كان عنده مثقال ذهب واحد ومائة درهم وتسعون درهما كيلا وجبت عليه فيها الزكاة وكذلك لو كان عنده تسعة عشر دينارا مثاقيل عيونا ذهبا وعشرة دراهم كيلا فعليه الزكاة وهكذا أبدأ على هذا الحساب."[10]

> "زکوٰۃ کے معاملے میں سونے کو چاندی میں ضم کیا جائے گا۔ امام مالکؒ ضم بالاجزاء کے قائل ہیں نہ کہ رائج قیمت کے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک مثقال دس درہم کے برابر رکھا جائے اور دس درہم ایک مثقال کے برابر، مثلاً ایک شخص کے پاس ۱۰۰ درہم چاندی اور دس مثقال سونا ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے، اسی طرح اگر اس کے پاس ایک مثقال سونا اور ۱۹۰ درہم چاندی ہو تو بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ اسی طرح اگر ۱۹ مثقال سونا اور دس درہم چاندی ہو تو بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ اس طرح اس حساب سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔"

ضم بالاجزاء کی وضاحت:

مذکورہ بالا عبارت سے ضم بالاجزاء کی تفصیل بھی واضح ہو جاتی ہے یعنی ضم بالاجزاء کا مطلب یہ ہے کہ اجزاء میں ۲۰۰ درہم چاندی، ۲۰ مثقال سونے کے برابر ہے، نہ کہ قیمت میں، اس لئے کہ قیمت میں کمی بیشی کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ گویا درج

ذیل تفصیل کے مطابق سونے چاندی کے اجزاء برابر ہیں:

۲۰۰ درہم	برابر ہے	۲۰ دینار کے
۱۹۰ درہم	برابر ہے	۱۹ دینار کے
۱۸۰ درہم	برابر ہے	۱۸ دینار کے

علیٰ ہذا القیاس ۱۰ درہم، ایک مثقال کے برابر ہے۔ اس لئے نصاب کو پورا کرنے کے لئے ۲۰۰ درہم یا ۲۰ مثقال کی برابری کی جائے گی لہٰذا (۱۹۰) درہم کے لئے ایک مثقال یا (۱۰) درہم کی ضرورت ہے، اس طرح (۱۸۰) درہم کے لئے (۲) مثقال یا (۲۰) درہم کی ضرورت ہے الیٰ آخرہ۔ آج کل چونکہ تولہ کا حساب رائج ہے، اسی حساب سے درج ذیل جدول کے مطابق ضم بالاجزاء پر عمل ممکن ہو گا کہ سونے چاندی کے اجزاء اس حساب سے برابر ہوں گے۔

سونا	چاندی
ایک (۱) تولہ	سات (۷) تولہ
دو (۲) تولہ	چودہ (۱۴) تولہ
تین (۳) تولہ	اکیس (۲۱) تولہ
چار (۴) تولہ	اٹھائیس (۲۸) تولہ
پانچ (۵) تولہ	پینتیس (۳۵) تولہ
چھ (۶) تولہ	بیالیس (۴۲) تولہ
سات (۷) تولہ	انچاس (۴۹) تولہ
ساڑھے سات تولہ	ساڑھے باون تولہ

اور کسی کے پاس نصاب میں کمی ہو تو اس کو اس طرح پورا کیا جائے گا کہ بقیہ سونے یا چاندی کو "انفع للفقراء" کا خیال رکھتے ہوئے چاندی کے باقی اجزاء سے پورا کیا جائے گا مثلاً: اگر کسی کے پاس ایک تولہ سونا ہے تو گویا اس کے پاس سات تولہ چاندی ہے تو نصاب کو پورا کرنے کے لئے مزید ساڑھے پینتالیس 45.5 تولہ چاندی یا اس کی برابر مالیت کی ضرورت ہے۔ اس طرح درج ذیل جدول کے مطابق موجود سونے کے ساتھ مزید چاندی یا اس کی مالیت درکار ہو گی:

موجود سونا	تکمیل نصاب کے لئے درکار چاندی یا اس کی مالیت
آدھا تولہ	49تولہ
۱ تولہ	45.5تولہ
۲ تولہ	38.5تولہ
۳ تولہ	31.5تولہ
۴ تولہ	24.5تولہ
۵ تولہ	17.5تولہ

۶ تولہ	10.5تولہ
۷ تولہ	3.5تولہ

ضم بالاجزاء کی اتنی وضاحت کے بعد امام مالکؒ کا قول سمجھنا کوئی مشکل نہیں کہ ان کے ہاں نصاب کو پورا کرنے میں ضم بالاجزاء کو ترجیح دی جائے گی۔ درج بالا عبارت میں صاحب الکافی فی فقہ اہل المدینۃ نے یہ وضاحت فرمائی ہے۔ اس طرح ارشاد السالک میں امام مالکؒ کا یہی قول نقل فرمایا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"نِصَابُ الذَّهَبِ عِشْرُونَ مِثْقَالاً، وَالْوَرِقِ مائتَا دِرْهَمٍ. فَيَجِبُ رُبْعُ عُشْرِهِ. وَالزَّائِدُ بِحِسَابِهِ. وَيُلَفَّقُ بَيْنَهُمَا بِالأَجْزَاءِ وَشُرُوطُ وُجُوبِهَا الْحَوْلُ"[11]

"یعنی سونے کا نصاب ۲۰ مثقال اور چاندی کا نصاب ۲۰۰ درہم ،اور اس کا ۴۰واں حصہ دیا جائے گا اور زیادہ اس کے حساب سے، اور دونوں کو اجزاء کے اعتبار سے ضم کیا جائے گا اور وجوب کے لئے سال کا گزرنا شرط ہے۔"

اسہل المدارک شرح ارشاد السالک میں ضم بالاجزا کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس ۱۰ دینار اور ۱۰۰ درہم ہوں یا ۵ دینار اور ۱۵۰ درہم ہوں یا ۱۵ دینار اور ۵۰ درہم ہوں تو ان تینوں صورتوں میں وہ شخص صاحبِ نصاب شمار ہو کر زکوٰۃ ادا کرے گا اور ایسا شخص جس کے پاس ۱۰۰ درہم اور ۹ دینار موجود ہوں اور ان ۹ دیناروں کی قیمت ۱۰۰ درہم یا اس سے زائد ہو تب بھی ایسے شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں، چنانچہ رقم طراز ہیں:

"ويلفق منهما بالأجزاء لابالقيمة ويخرج من كل بحسابه" قال في الرسالة: ويجمع الذهب والفضة في الزكاة، فمن كان له مائة درهم وعشرة فليخرج من كل مال ربع عشره. قال خليل: أو مجمع منهما بالجزء ربع العشر. وقال الخرشي: قوله أو مجمع إلخ كعشرة دنانير ومائة درهم، أو خمسة دنانير ومائة وخمسين درهما، أو خمسة عشر دينارا وخمسين درهما؛ لأن كل دينار يقابل عشرة دراهم، مرادهم بالأجزاء أي لا بالقيمة، فلا زكاة في مائة درهم وتسعة دنانير قيمتها مائة درهم".[12]

"اور دونوں کو اجزاء کے اعتبار سے ملایا جائے گا اور ہر ایک سے اس کے حساب کے مطابق زکوٰۃ نکالی جائے گی چنانچہ الرسالۃ میں ہے کہ زکوٰۃ کے معاملے میں سونے اور چاندی کو ملایا جائے گا چنانچہ سو درہم چاندی اور دس دینار سونے کو ملایا جائے گا اور اس سے ۴۰واں حصہ ادا کیا جائے گا۔ اس طرح ۱۰ دینار اور ۱۰۰ درہم ہوں یا ۵ دینار اور ۱۵۰ درہم ہوں یا ۱۵ دینار اور ۵۰ درہم ہوں تو ہر دینار دس درہم کے برابر ہے یعنی اجزاء میں نہ کہ قیمت میں، لہٰذا ۱۰۰ درہم اور ۹ دینار اگر موجود ہوں اور ان ۹ دیناروں کی قیمت ۱۰۰ درہم یا اس سے زائد ہو تب بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔"

حاشیۃ العدوی علی شرح کفایۃ الطالب الربانی کے مصنف ابو الحسن العدوی المالکی نے بھی یہی قول بیان کیا ہے کہ سونے اور چاندی کو اجزا کے اعتبار سے ضم کیا جائے گا اور ایک دینار ۱۰ درہم کے برابر ہو گا اگرچہ قیمت کے لحاظ سے وہ ۲۰ درہم سے بھی زائد کا ہو۔[13]

حضرات شوافعؒ کا مؤقف:

نصابِ زکوٰۃ کی تکمیل میں امام شافعیؒ کا مؤقف یہ ہے کہ سونے اور چاندی کے مقدار کو دیکھا جائے گا اگر کسی ایک کا

نصاب پورا ہوتا ہو تو وہ شخص صاحبِ نصاب ہو گا اور اس پر زکوۃ واجب ہے ورنہ نہیں یعنی امام شافعیؒ کسی بھی ضم کے قائل نہیں ہیں نہ ضم بالاجزاء کے اور نہ ضم بالقیمۃ کے، گویا ان کے ہاں سونے کے ذریعے سونے کا اور چاندی کے ذریعے چاندی کا نصاب پورا کیا جائے گا۔

فقہ شافعی کے مشہور فقیہ، محدث کبیر امام نوویؒ نے المجموع شرح المہذب میں یہی مؤقف اختیار فرمایا ہے کہ کسی بھی صورت ضم نہیں کیا جائے گا۔ سونے کے نصاب کو چاندی سے یا چاندی کے نصاب کو سونے سے پورا نہیں کیا جائے گا للذا اگر بیس مثقال میں سے آدھا مثقال بھی کم ہو یا ۲۰۰ درہم میں سے ایک درہم بھی کم ہو تو کسی میں بھی زکوۃ واجب نہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

"مَذْهَبُنَا أَنَّهُ لَا يُكْمَلُ نِصَابُ الدَّرَاهِمِ بِالذَّهَبِ وَلَا عَكْسُهُ حَتَّى لَوْ مَلَكَ مِائَتَيْنِ إِلَّا دِرْهَمًا وَعِشْرِينَ مِثْقَالًا إِلَّا نِصْفًا أَوْ غَيْرَهُ فَلَا زَكَاةَ فِي وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَبِهِ قَالَ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ حَكَاهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى وَالْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ وَشَرِيكٍ وَأَحْمَدَ وَأَبِي ثَوْرٍ وَأَبِي عُبَيْدٍ"[14]

"ہمارا مذہب یہ ہے کہ چاندی کے نصاب کو سونے سے یا سونے کے نصاب کو چاندی سے پورا نہیں کیا جائے گا یہاں تک کہ ۲۰۰ درہم یا ۲۰ مثقال میں ایک یا نصف بھی کم ہو تو کسی ایک میں بھی زکوۃ واجب نہیں اور یہی جمہور کا قول ہے۔"

امام شافعیؒ کی دلیل:

امام شافعیؒ اپنے مؤقف پر نبی کریم ﷺ کی اس مبارک حدیث سے استدلال فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"ليس فيما دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنْ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ" [15]

"پانچ اوقیہ سے کم میں زکوۃ واجب نہیں۔"

جب پانچ وسق یعنی ۲۰۰ درہم سے کم میں زکوۃ کی نفی ہے تو پھر ضم کی ضرورت ہی کیا؟ گویا نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے ظاہر پر امام شافعیؒ عمل پیرا ہیں، اس وجہ سے وہ ضم کے قائل نہیں ہیں۔

دوسری دلیل ان کی یہ ہے کہ سونا چاندی الگ الگ جنس ہیں اور ایک جنس کی کمی کو دوسری جنس کے ضم سے پورا نہیں کیا جاتا، جس طرح کھجور کے نصاب کی کمی کو کشمش سے پورا نہیں کیا جاتا، اسی طرح سونے چاندی کو بھی ضم نہیں کیا جائے گا۔ مشہور شافعی فقیہ امام قزوینی اس دلیل کو یوں بیان فرماتے ہیں:

"لا يكمل نصاب أحد النقدين بالآخر، لأنهما جِنْسَان مُخْتَلِفَان كما لا يكمل التمر بالزَّبيب"[16]

"ایک نقدی کے نصاب کو دوسری نقدی کے ساتھ پورا نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ دونوں مختلف اجناس ہیں جس طرح کہ کشمش سے کھجور کے نصاب کو پورا نہیں کیا جاتا۔"

بحر المذہب فی فروع المذہب الشافعی میں عبد الواحد بن إسماعیل الرویانیؒ نے امام شافعیؒ کے اس مؤقف کی نسبت امام شریک، ابن ابی لیلی، اعمش بن صالح، ابو عبید اور ابن شبرمہ کی طرف فرمائی ہے اور فرمایا کہ امام احمدؒ کا ایک قول بھی ایسا ہی ہے۔[17]

خلاصہ کلام یہ کہ امام شافعیؒ کے ہاں سونے اور چاندی کے نصاب کو الگ الگ پورا کیا جائے گا اور سونے یا چاندی میں سے جو بھی کامل نصاب تک پہنچ جائے تو زکوۃ واجب ہو گی البتہ کمی کی صورت میں ضم کے ذریعے نصاب کو پورا نہیں کیا جائے گا۔

حضرات حنابلہ کا موٴقف:

نصاب کی تکمیل کے لئے ضم کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کی طرف درج ذیل اقوال کی نسبت کی جاتی ہے:

1. امام احمد بن حنبلؒ، امام مالکؒ کی طرح ضم بالاجزاء کے قائل ہیں کہ سونے اور چاندی کو اجزاء کے اعتبار سے ضم کیا جائے گا۔ اس قول کی وضاحت فقہ حنبلی کی مشہور کتاب الاقناع فی فقہ الامام احمد بن حنبلؒ میں یوں کی گئی ہے:

"ويضم أحد نقدين إلى الآخر في تكميل النصاب ويخرج عنه ويكون الضم بالإجزاء لابالقيمة فعشرة مثاقيل ذهبانصف نصاب ومائة درهم نصف فإذاضما كمل النصاب"[18]

"نصاب کو پورا کرنے کے لئے سونے چاندی کو جمع کیا جائے گا اور زکوۃ نکالی جائے گی اور جمع کرنا اجزاء کے اعتبار سے ہو گا نہ کہ قیمت کے لحاظ سے، لہٰذا دس مثقال سونا نصف نصاب ہے اور سو درہم چاندی نصف نصاب ہے، دونوں کو ملائیں گے تو نصاب پورا ہو جائے گا۔"

2. الشرح الکبیر علی متن المقنع میں شمس الدین عبدالرحمان الحنبلی نے امام احمدؒ کی طرف ضم بالقیمۃ کے قول کی نسبت بھی فرمائی ہے، چنانچہ فرمایا ہے:

"وقيل بالقيمة فيما فيه الحظ للمساكين" [19]

"ایک قول یہ ہے کہ ضم قیمت کے لحاظ سے کیا جائے گا جس میں مساکین کا فائدہ ہو۔"

3. ضم میں فقراء و مساکین کا لحاظ رکھا جائے گا اگر ان کا فائدہ ضم بالاجزاء میں ہے تو اجزاء کے اعتبار سے ضم کیا جائے گا ورنہ قیمت کے اعتبار سے سونے چاندی کو ضم کریں گے، یعنی قیمتی چیز کو سستی چیز کے تابع کر کے نصاب کو پورا کیا جائے گا۔ موجودہ صورتِ حال کے مطابق سونے کو چاندی کے تابع بنا کر قیمت لگائی جائے گی اور چاندی کے نصاب کو پورا کیا جائے گا۔

ان دونوں اقوال کو الکافی میں یوں بیان کیا گیا ہے:

"وعنه تضم بالقيمة إن كان ذلك أحظ للفقراء فيقوم الأعلى منهما بالآخر فإذا ملك مائة درهم وتسعة دنانير قيمتها مائة درهم وجبت زكاتها مراعاة للفقراء ويجب في الزائد على النصاب بحسابه لأنه يتجزأ من غير ضرر فأشبه الحبوب"[20]

"امام احمد بن حنبلؒ سے ضم بالقیمۃ کی روایت بھی ہے، اگر فقراء کا فائدہ اس میں ہو تو زیادہ قیمت والی کو دوسرے کے تابع بنا کر قیمت لگائی جائے گی، لہٰذا ۱۰۰ درہم اور ۹ دیناروں کی صورت میں، جب کہ ۹ دینار کی قیمت ۱۰۰ درہم ہو تو زکوۃ واجب ہو گی اور اس سے زائد پر اسی حساب سے زکوۃ واجب ہو گی اس لئے کہ یہ غلہ کی طرح بغیر کسی ضرر کے تقسیم ہو سکتی ہے۔"

4. امام شافعیؒ کی طرح امام احمدؒ سے ایک قول غیر ضم کا بھی نقل کیا گیا ہے کہ کسی بھی صورت میں سونے چاندی کو آپس میں نہیں ملایا جائے گا۔ امام ابن تیمیہؒ نے دوسرے اقوال کے ساتھ اس قول کو بھی نقل کیا ہے، چنانچہ فرمایا ہے:

"ويضم أحد النقدين إلى الآخر في إكمال النصاب بالإجزاء دون القيمة وقيل بالأحظ للمساكين منهما وعنه لا ضم بينهما بحال"[21]

"نصاب کو پورا کرنے کے لئے سونے کو چاندی کے ساتھ بالاجزاء ملایا جائے گا نہ کہ قیمت کے لحاظ سے، ایک قول انفع للمساکین کا ہے اور یہ بھی ان سے یہ منقول ہے کہ کسی بھی صورت ضم نہیں کیا جائے گا۔"

علامہ ابن قدامہؒ نے المغنی میں پہلے قول کو راجح قرار دیا ہے کہ امام احمدؒ، بھی امام مالکؒ کی طرح ضم بالاجزاء کے قائل ہیں۔ [22]

حضرات حنفیہؒ کا مؤقف:

ضم بالاجزاء اور ضم بالقیمۃ کے متعلق فقہائے احناف یعنی امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرات صاحبینؒ کا آپس میں اختلاف ہے۔ دونوں کے مؤقف کو ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مؤقف:

امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر سونا اور چاندی نصاب سے کم موجود ہو تو نصاب کو پورا کرنے کے لئے ان کو آپس میں قیمت کے اعتبار سے ملایا جائے گا۔ دونوں کو ملا کر قیمت لگائی جائے گی، اگر دونوں کی مجموعی قیمت نصاب میں سے سونے کے نصاب کی قیمت یا چاندی کے نصاب کی قیمت تک پہنچ رہی ہو تو ایسا شخص صاحبِ نصاب شمار ہو کر زکوۃ کی ادائیگی کا مخاطب ہو گا اور جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے سونے اور چاندی میں سے اس نصاب کو پورا کیا جائے گا جس میں فقراء و مساکین کا فائدہ ہو، اس کو فقہاء "انفع للفقراء" سے تعبیر کرتے ہیں، جیسا کہ آج کل چاندی کے نصاب کی قیمت فقراء و مساکین کے لئے انفع ہے لہٰذا اس حساب کے مطابق آج بتاریخ ۲۰ جون ۲۰۲۰ء کو چاندی فی تولہ قیمت ۱۰۵۰ پاکستانی روپے ہے[23] اور سونے کی فی تولہ قیمت ایک لاکھ، سات ہزار، بیاسی (۱۰۷۱۸۲) پاکستانی روپے ہے[24] جب کہ چاندی کے پورے نصاب کی قیمت ۵۵۱۲۵ پاکستانی روپے بن رہے ہیں اب اگر کسی مرد یا عورت کے پاس ایک تولہ سونا ہے مثلاً کسی عورت کے گلے میں ہار یا عام استعمال کی چوڑیاں یا بالیاں ہیں اور اپنے جیب خرچ کے لئے چند ایک روپے ہیں جو سال بھر اس کے پاس کمی بیشی کی صورت میں کچھ نہ کچھ موجود ہوتے ہیں تو اس حساب کے مطابق ایسی عورت صاحبِ نصاب ہو کر زکوۃ بھی ادا کرے گی اور قربانی بھی کرے گی۔

حضرات صاحبینؒ کا مؤقف:

حضرات صاحبینؒ یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمد بن حسن الشیبانیؒ ضم میں امام مالکؒ کی طرح ضم بالاجزاء کے قائل ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ نصاب میں کمی کو اجزاء کے اعتبار سے پورا کیا جائے گا۔ جس کی تفصیل وہی ہے جو امام مالکؒ نے بیان فرمائی ہے اور حضرات صاحبین نے اس قول کی نسبت بھی امام اعظم ابو حنیفہؒ کی جانب کی ہے کہ یہ روایت ان کی بھی ہے۔

دونوں اقوال کو فقہ حنفی کی مشہور کتاب الہدایہ میں یوں بیان کیا گیا ہے:

"وتضم قيمة العروض إلى الذهب والفضة حتى يتم النصاب"لأن الوجوب في الكل باعتبار التجارة وإن افترقت جهة الإعداد " ويضم الذهب إلى الفضة " للمجانسة من حيث الثمنية ومن هذا الوجه صار سببا ثم يضم بالقيمة عند أبي حنيفة رحمه الله وعندهما بالأجزاء وهو رواية عنه حتى إن من كان له مائة

درهم وخمسة مثاقيل ذهب تبلغ قيمتها مائة درهم فعليه الزكاة عنده خلافا لهما هما يقولان المعتبر فيهما القدر دون القيمة"[25]

"سامان کی قیمت کو سونے اور چاندی کے ساتھ جمع کیا جائے گا اس لئے کہ وجوب سب چیزوں میں تجارت کے اعتبار سے ہوتا ہے اگر چہ گنتی کی جہات مختلف ہوں، سونے اور چاندی کو ایک جنسیت یعنی ثمن ہونے کی وجہ سے ضم کیا جائے گا یہی وجہ ہے کہ یہ سببِ زکوٰۃ بن رہے ہیں۔ امام صاحبؒ کے ہاں قیمت کے لحاظ سے ضم کریں گے اور حضرات صاحبین کے ہاں اجزاء کے اعتبار سے ضم کریں گے اور یہ ضم بالاجزاء کی روایت امام صاحبؒ سے بھی منقول ہے یہاں تک کہ اگر کسی کے پاس ۱۰۰ درہم اور پانچ مثقال سونا ہو جس کی قیمت ۱۰۰ درہم ہوں تو امام صاحبؒ کے ہاں اس پر زکوٰۃ واجب ہے جب کہ صاحبین کے ہاں واجب نہیں کہ ان کے ہاں قیمت کی بجائے اجزاء اور مقدار کا اعتبار کیا جائے گا۔"

مشہور فقیہ شمس الائمہ امام سرخسیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں پر ایک صورت متفق علیہ اور ایک اختلافی صورت بنتی ہے۔ جس کی تفصیل سطورِ ذیل میں ذکر کی جاتی ہے:

1. اگر کسی کے پاس ۱۵۰ درہم چاندی ہے اور اس کے پاس ۵ دینار ہیں جن کی قیمت ۵۰ درہم بنتی ہے تو بالاتفاق ایسا شخص صاحبِ نصاب ہے بالاجزاء بھی اور قیمت کے لحاظ سے بھی۔
2. اس طرح اگر کسی پاس ۹۵ درہم اور ایک دینار ہے اور اس ایک دینار کی قیمت پانچ (۵) درہم ہے تو قیمت کے لحاظ سے اگر دراہم کو دیناروں میں تبدیل کر لیں تو یہ شخص ایک دینار نقد اور ۹۵ دراہم (جن کی قیمت ۱۹ دینار) کا مالک ہے، اس طرح کل قیمت سونے کے ۲۰ دینار پورے ہو جائیں گے، لہٰذا یہ شخص امام صاحبؒ کے ہاں صاحبِ نصاب شمار ہو گا۔ جب کہ صاحبینؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، اور امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں صاحبِ نصاب نہیں ہو گا۔ اس حکم سے ثابت ہوتا ہے کہ امام صاحبؒ کے ہاں کبھی سونے کو چاندی میں اور کبھی چاندی کو سونے میں قیمت کے لحاظ سے شمار کیا جائے گا یعنی جس میں فقراء ومساکین کا فائدہ ہو۔[26]

امام صاحبؒ اپنے قول کی تائید میں فرماتے ہیں کہ نصاب کو پورا کرنے میں ضم کا اعتبار جنسیت کی وجہ سے ہے کہ دونوں کی جنس ثمنیت اور قیمت ہے اور جب قیمت کسی بھی ایک نصاب کی پوری ہو تو یہ زکوٰۃ کے وجوب کا سبب ہے۔ حضرات صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ سونے اور چاندی کے نصاب میں مقدار کا اعتبار کیا جاتا ہے، اس لئے کہ نصوص میں بھی مقدار کا ذکر ہے نہ کہ قیمت کا، لہٰذا اگر مقدار اور اجزاء کے اعتبار سے نصاب مکمل ہو تو بندہ صاحبِ نصاب ہے ورنہ نہیں۔ یہ تفصیل امام موصلیؒ یوں بیان فرماتے ہیں:

"(وَيُضَمُّ أَحَدُهُمَا إِلَى الْآخَرِ) لِأَنَّهُمَا مُتَّحِدَانِ فِي مَعْنَى الْمَالِيَّةِ وَالثَّمَنِيَّةِ وَالزَّكَاةُ تَعَلَّقَتْ بِهِمَا بِاعْتِبَارِ الْمَالِيَّةِ وَالثَّمَنِيَّةِ فَيُضَمُّ نَظَرًا لِلْفُقَرَاءِ، بِخِلَافِ السَّوَائِمِ لِأَنَّ الزَّكَاةَ تَعَلَّقَتْ بِهَا بِاعْتِبَارِ الْعَيْنِ وَالصُّورَةِ، وَهِيَ أَجْنَاسٌ مُخْتَلِفَةٌ ثُمَّ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ يُضَمُّ أَحَدُهُمَا إِلَى الْآخَرِ (بِالْقِيمَةِ) وَعِنْدَهُمَا بِالْأَجْزَاءِ وَصُورَتُهُ مَنْ لَهُ عَشَرَةُ مَثَاقِيلَ ذَهَبٍ وَإِنَاءُ فِضَّةٍ أَقَلُّ مِنْ مِائَةِ دِرْهَمٍ قِيمَتُهُ عَشَرَةُ مَثَاقِيلَ تَجِبُ الزَّكَاةُ عِنْدَهُ خِلَافًا لَهُمَا؛ لِأَنَّ الْمُعْتَبَرَ فِيهِمَا الْقَدْرُ لِأَنَّهُ الْمَنْصُوصُ عَلَيْهِ وَلَهُ أَنَّ الضَّمَّ بِاعْتِبَارِ الْمُجَانَسَةِ، وَالْمُجَانَسَةُ بِالْقِيمَةِ، فَإِذَا تَمَّتِ الْقِيمَةُ نِصَابًا

مِنْ أَحَدِهِمَا وُجِدَ السَّبَبُ". [27]

"ایک چیز (سونے یا چاندی) کو دوسری کے ساتھ ملایا جائے گا، اس لئے کہ مالیت و ثمنیت میں دونوں مشترک ہیں اور زکوٰۃ کا تعلق بھی ان چیزوں کے ساتھ ہوتا ہے، لہٰذا انفع للفقراء کا خیال رکھنے کی وجہ سے ان کو آپس میں ضم کیا جائے گا بخلاف چوپایوں کے کہ ان کی عین اور ذات پر زکوٰۃ واجب ہے اور وہ مختلف اجناس ہیں، چنانچہ امام صاحبؒ کن نزدیک ضم قیمت کے اعتبار سے کیا جائے گا اور صاحبینؒ کے ہاں اجزاء کے اعتبار سے ضم کیا جائے گا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جس کے پاس ۱۰ مثقال سونا اور چاندی کا برتن ہو جو مقدار میں ۱۰۰ درہم سے کم ہو لیکن اس کی قیمت ۱۰ مثقال سونے کے برابر ہو تو امام صاحبؒ کے ہاں زکوٰۃ واجب ہے جب کہ صاحبینؒ کے ہاں واجب نہیں کیوں کہ ان کے ہاں مقدار کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ کہ قیمت کا اور امام صاحبؒ کے ہاں قیمت کی وجہ سے جنس ایک ہے جب نصاب تک کسی ایک کی بھی قیمت پوری ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے۔"

یہی تفصیل تقریباً تمام فقہائے احناف نے ذکر کی ہے جن میں علامہ کاسانیؒ، علامہ ابن نجیمؒ، امام حصکفیؒ، علامہ ابن عابدین شامیؒ قابلِ ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ سونے چاندی کو قیمت کے لحاظ سے ضم کرنے کے فتاویٰ ہند و پاک کے مشہور فتاویٰ جات میں موجود ہیں، بطورِ نمونہ چند ایک کو ذکر کرتے ہیں:

1. فتاویٰ شامی ج ۲، ص ۳۰۲
2. فتاویٰ عالمگیری ج ۱، ص ۴۲۹
3. فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۶، ص ۹۵
4. احسن الفتاویٰ ج ۴، ص ۲۶
5. فتاویٰ دار العلوم ذکریا ج ۳، ص ۹۲
6. فتاویٰ حقانیہ ج ۳، ص ۵۱۶
7. فتاویٰ مفتی محمود ج ۳، ص ۱۹۳
8. فتاویٰ محمودیہ ج ۹، ص ۳۸۲
9. فتاویٰ عثمانی ج ۲، ص ۶۰

ان تمام حضرات نے حضرت امام اعظمؒ کے قول کے مطابق فتاویٰ جات صادر فرمائے ہیں کہ نصاب پورا کرنے میں ضم بالقیمۃ کا اعتبار کیا جائے گا۔

خلاصۃ البحث اور معاصر تقاضے:

ائمہ اربعہؒ کے ذکر کردہ اقوال کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ نصابِ زکوٰۃ میں ضم بالاجزاء یا ضم بالقیمۃ دونوں میں سے کوئی ایک حتمی اور منصوص نہیں ہے اسی وجہ سے امام مالکؒ، حضرات صاحبینؒ اور امام احمدؒ ضم بالاجزاء کے قائل ہیں، امام صاحبؒ ضم بالقیمۃ کے قائل ہیں اور امام شافعیؒ کسی ضم کے قائل نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ کہ وجوبِ زکوٰۃ کا نصاب وجوبِ قربانی کا بھی نصاب ہے، اگر امام صاحبؒ کے قول کے مطابق موجودہ زمانے میں کسی خاتون کے پاس ایک تولہ سونا اور چند روپے موجود ہوں تو وہ عورت صاحب نصاب ہو کر سالانہ زکوٰۃ بھی ادا کرے گی اور بقر عید میں قربانی بھی کرے گی جس کی

ادائیگی میں ممکن ہے کہ اس عورت کا نصف نصاب خرچ ہو جائے اور وہ آئندہ زمانے میں فقراء میں شمار ہو کر مستحق زکوۃ بن جائے جو کہ فلسفہ زکوۃ کے یکسر مخالف ہے کہ زکوۃ کی ادائیگی کا مقصد دوسروں کی حاجت روائی ہے نہ کہ خود محتاج بننا، اس لئے ایسے فتاویٰ جات پر نظر ثانی کی ضرورت ہے کہ ضم بالقیمۃ تو اس وقت ممکن اور آسان تھا جب سونے اور چاندی کی قیمتوں میں زیادہ تفاوت نہیں تھا اور فقہ حنفی کی ظاہر الروایۃ بھی یہی ہے کہ زکوۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ اموال تجارت اور نقد رقوم میں چاندی کا حساب لگائے یا سونے کا، انفع للفقراء کا خیال رکھے۔ اب اگر اس حساب سے دیکھا جائے کہ ضم بالقیمۃ کی وجہ سے ایک صاحبِ نصاب فقراء کی فہرست میں آ رہا ہے تو یقیناً یہ انفع للفقراء نہیں ہے اگر چہ قربانی کی وجہ سے چند دن کئی ایک فقراء کے کھانے کا اور ہزار، بارہ سو روپوں کی زکوۃ کی وجہ سے ایک دو فقراء کے ایک دن کے کھانے کا بندوبست تو ہو جائے گا لیکن آئندہ کے لئے یہ مزکی، مستحق زکوۃ بن کر زندگی گزارے گا۔(وماجعل علیکم فی الدین من حرج)[28]

معاصر تقاضوں کو مدِ نظر رکھ کر کون کون سی تطبیقات ممکن ہیں جن پر عمل کرنا امتِ مسلمہ کے لئے بالعموم اور مسلمان خواتین کے لئے بالخصوص قابلِ عمل ہو۔ کیا حضرات حنفیہ، امام صاحبؒ کے قول کی بجائے حضرات صاحبینؒ کے قول پر عمل کرنے اور فتویٰ دینے کی گنجائش رکھتے ہیں؟ جب کہ ان حضرات کا قول امام صاحبؒ کی طرف منسوب بھی ہے۔ موجودہ حالات اور ضرورت کو مدِ نظر رکھ کر جامعہ عثمانیہ پشاور اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نے اپنے فتاویٰ جات میں صاحبین کے قول پر فتویٰ دینا مناسب سمجھا ہے۔ گویا یہاں پر خروج عن المذہب بھی نہیں ہے۔ اسی ضرورت کو مد نظر رکھ دارالافتاء والارشاد، مجلس البرکۃ، بمبئی، انڈیا کے مفتی جنید بن محمد پالن پوری دامت برکاتہم نے سونے کے نصاب کو معیار بنا کر ۲۵ ذی الحج ۱۴۳۷ھ کو تفصیلی فتویٰ صادر فرمایا ہے اور معاصر فقہاء امام ابوزہرہ، یوسف القرضاوی اور شیخ وہبہ الزحیلی کی تائیدات کا تذکرہ فرمایا ہے۔[29]

نتائج البحث:

اس تحقیق کے درج ذیل نتائج سامنے آئے ہیں:

1. نصابِ زکوۃ میں ضم بالاجزاء یا ضم بالقیمۃ دونوں میں سے کوئی ایک حتمی اور منصوص نہیں ہے۔
2. امام مالکؒ، حضرات صاحبینؒ اور امام احمدؒ ضم بالاجزاء اور امام صاحبؒ ضم بالقیمۃ کے قائل ہیں جبکہ امام شافعیؒ کسی بھی ضم کے قائل نہیں۔
3. فقہ حنفی کے قول ضم بالقیمۃ کے مطابق، نصاب وجوبِ زکوۃ میں فلسفہ زکوۃ اور دوسروں کی حاجت روائی کا خیال رکھا جاتا ہے۔
4. فقہ حنفی کی ظاہر الروایۃ کا خیال رکھتے ہوئے مزکی کو اختیار ہے کہ وہ سونے کا حساب لگائے یا چاندی کا۔
5. ضم بالقیمۃ کے قول پر عمل کر کے، انفع للفقراء کا خیال رکھتے ہوئے اس احتمال کو رد نہیں کرنا چاہیے کہ آج ضم بالقیمۃ کی وجہ سے زکوۃ دینے والا کہیں آئندہ کے لئے مستحق زکوۃ نہ بن جائے۔
6. فقہ حنفی کے مطابق اکثر فتاویٰ جات ضم بالقیمۃ پر فتویٰ صادر کرتے ہیں جس کی وجہ سے امتِ مسلمہ کی اکثریت زکوۃ کی ادائیگی پر عمل نہ کرکے گناہ کی مرتکب ہو رہی ہے۔
7. متبعین فقہ حنفی کے لئے صاحبینؒ کے قول، جو امام صاحبؒ کی طرف منسوب ہے، پر عمومی فتویٰ کے لئے نظر ثانی کی

ضرورت ہے۔

تجاویز:

ائمہ ثلاثہؒ اور صاحبینؒ کے اقوال کو مدِ نظر رکھ کر، امام صاحبؒ اور حضرات مفتیان فقہ حنفی کے اقوال اور فتاویٰ جات کو دیکھ کر اور موجودہ حالات میں جامعہ عثمانیہ پشاور، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک اور دارالافتاء والارشاد، مجلس البرکۃ بمبئی، انڈیا کی کاوشوں اور حالات کے مطابق فتویٰ کی تبدیلی کے پس منظر میں چند گزارشات اور تجاویز پیش کی جاتی ہیں۔ اربابِ فتاویٰ واہلِ علم کو، معاصر حالات، ذکر کردہ عبارات اور مفتیان حضرات کی تحقیقات کی روشنی میں درج ذیل تجاویز پر غور کرنے کی سفارش کی جاتی ہے:

- ذکر کردہ مسئلہ میں نادر الروایۃ کی بجائے ظاہر الروایۃ پر فتویٰ دینے کا جائزہ لیا جائے۔
- مزکی کو اختیار کا فتویٰ دیا جائے کہ وہ اپنے حالات کے مطابق جس نصاب کی قیمت لگانا چاہے، لگا سکتا ہے۔
- ضم بالاجزاء کو رخصت اور ضم بالقیمۃ کو عزیمت قرار دیا جائے۔
- مزکی کے حالات کا جائزہ لے کر اس کو ضم بالقیمۃ یا ضم بالاجزاء کا حکم دیا جائے تاکہ انفع للفقراء پر بھی عمل ہو سکے اور دفع حرج بھی ہو جائے۔
- قربانی میں ضم بالاجزاء اور وجوبِ زکوۃ و صدقۂ فطر میں ضم بالقیمۃ کا فتویٰ دیا جائے تاکہ توازن برقرار رہے۔
- ضم بالاجزاء کے حساب سے صاحبِ نصاب ہونے والا بالاتفاق وجوبِ زکوۃ، قربانی و صدقۂ فطر کا مخاطب ہو، اور جو شخص ضم بالقیمۃ کے لحاظ سے بھی صاحبِ نصاب نہ ہو وہ بالاتفاق مستحق زکوۃ (مصرف) ہو اور کسی بھی وجوب کا مخاطب نہ ہو البتہ ایسا شخص جو ضم بالقیمۃ کے لحاظ سے صاحبِ نصاب بنتا ہو اور ضم بالاجزاء کے لحاظ سے صاحب نصاب نہ بنتا ہو، وہ نہ وجوبِ زکوۃ کا مخاطب ہو اور نہ وہ مصرفِ زکوۃ ہو، گویا نہ وہ زکوۃ لے سکتا ہے اور نہ اس پر زکوۃ دینا واجب ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] الجرجانی، علی بن محمد، کتاب التعریفات، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، طبع اول، ۱۹۸۳ء، ص: ۱۱۴

Al Jurjānī, ʻAlī bin Muḥammad, *Kitāb al Taʻrīfāt*, (Beirut: Dār al Kutub al ʻIlmiyyah, 1st Edition,1983), p: 114

[2] المجددی، محمد عمیم الاحسان، التعریفات الفقہیہ، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، طبع اول، ۲۰۰۳ء ص: ۱۰۸

Al Mujaddadī, Muḥammad ʻAmīm al Iḥsān, *Al Taʻrīfāt al Fiqhiyyah*, (Beirut: Dār al Kutub al ʻIlmiyyah, 1st Edition, 2003), p: 108

[3] القدوری، ابوالحسین، احمد بن محمد، مختصر القدوری فی الفقہ الحنفی، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، طبع اول، ۱۹۹۷ء، ص: ۵۱

Al Qudūrī, Ahmed bin Muḥammad, *Mukhtaṣar al Qudūrī fil Fiqh al Ḥanafī*, (Beirut: Dār

al Kutub al 'Ilmiyyah, 1st Edition, 1997), p: 51

[4] البخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح للبخاری، بَابٌ: مَا اُدِّيَ زَكَاتُهُ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ، حدیث نمبر: ۱۴۰۵

Al Bukhārī, Muḥammad bin Isma'īl, *Ṣaḥīḥ Al Bukhārī*, Ḥadīth # 1405

[5] ابویوسف، یعقوب بن ابراہیم، الاثار، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، حدیث نمبر: ۴۳۱

Abū Yūsuf, Ya'qūb bin Ibrāhīm, *Al Āthār*, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah), Ḥadīth # 431

[6] الحاکم، محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، طبع اول، ۱۹۹۰ء، ۱: ۵۵۶

Al Ḥākim, Muḥammad bin 'Abdullah, *Al Mustadrak 'ala Ṣaḥīḥayn*, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1st edition, 1990), 1:556

[7] مفتی، محمد شفیعؒ، اوزانِ شرعیہ، ادارۃ المعارف کراچی، طبع سوم، ۱۳۸۲ھ، ص: ۸، ۳۲

Muftī, Muḥammad Shafī', *Awzān-e-Shari'ah*, (Karachi: Idārah al Ma'ārif, 3rd edition, 1382), p: 8,32

[8] ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دار الکتاب الاسلامی، طبع دوم، ۲: ۲۴۷

Ibn Nujaym, *Zayn Uddīn bin Ibrāhīm, Al Baḥr al Rā'iq,* Dār al Kitāb al Islāmī, 2nd Edition), 2:247

[9] النووی، یحییٰ بن شرف، المجموع شرح المہذب، دار الفکر، ۶: ۱۸

Al Nawawī, Yaḥya bin Sharaf, *Al Majmū'*, (Dār al Fikr), 6:18

[10] القرطبی، یوسف بن عبد اللہ، الکافی فی فقہ اہل المدینہ، مکتبہ الریاض الحدیثہ، ریاض، طبع دوم، ۱۹۸۰ء، ۱: ۲۸۸

Al Qurṭabī, Yūsuf bin 'Abdullah, *Al Kāfi fi Fiqh Ahl al Mādīnah,* Riyadh: Maktabah al Riyadh al Ḥād ī thiyyah, 2nd Edition, 1980), 1:288

[11] البغدادی، عبد الرحمٰن بن محمد، ارشَادُ السَّالِکِ الیٰ اَشرَفِ المَسَالِکِ فِی فقہِ الامَامِ مَالِکٍ، مصر، مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱: ۳۳

Al Baghdādī, 'Abd al Raḥmān bin Muḥammad, *Irshād ul Sālik ilā Ashraf al Masālik fī Fiqh al Imām Mālik*, (Egypt: Maṭba'ah Muṣṭafa al Bābī al Ḥalabī), 1:33

[12] الکشناوی، ابوبکر بن حسن، اسہل المدارک شرح ارشاد السالک فی مذہب امام مالک، بیروت، دار الفکر، طبع دوم، ۱: ۳۶۷

Al Kushnāwī, Abū Bakar bin Ḥasan, *Ashal al Madārik*, (Beirut: Dār al Fikr, 2nd Edition), 1:367

[13] العدوی، ابوالحسن، علی بن احمد، حاشیۃ العدوی علی شرح کفایۃ الطالب الربانی، دار الفکر، ۱۹۹۴ء، ۱: ۴۸۲

Al 'Adawī, 'Alī bin Aḥmad, *Ḥāshiyah al 'Adawī 'ala Sharah Kifayah al Ṭālib al Rabbānī*, (Beirut: Dār al Fikr, 1994), 1: 482

[14] المجموع شرح المہذب، ۶: ۱۸

Al Nawawī, Yaḥya bin Sharaf, *Al Majmū'*, 6:18

[15] صحیح البخاری باب: مَا اُدِّيَ زَكَاتُهُ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ، حدیث نمبر: ۱۴۰۵

Ṣaḥīḥ Al Bukhārī, Ḥadīth # 1405

[16] القزوینی، عبد الکریم بن محمد، العزیز شرح الوجیز المعروف بالشرح الکبیر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع اول، ۱۹۹۷ء، ۳: ۹۰

Al Qazwīnī, 'Abdul Karīm bin Muḥammad, *Al 'Azīz Sharḥ al Wajīz*, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1st edition, 1997), 3:90

[17] ابوالمحاسن، عبد الواحد بن اسماعیل، بحر المذہب، دار الکتب العلمیۃ، طبع اول، ۲۰۰۹ء، ۳: ۱۳۵

Abū al Maḥāsin, 'Abdul Wāḥid bin Isma'īl, *Baḥr al Madhhab*, (Beirut: Dār al Kutub al

'Ilmiyyah, 1st Edition, 2009), 3:135

18 الحجاوی، موسیٰ بن احمد، الاقناع فی فقہ الامام احمد بن حنبل، دار المعرفۃ، بیروت، ۱: ۲۷۲

Al Ḥijāwī, Moosa bin Ahmed, *Al Iqnā' fī Fiqh al Imām Aḥmad bin Ḥambal*, Beirut: Dār al Ma'rifah), 1:272

19 المقدسی، ابن قدامہ، شمس الدین عبد الرحمٰن، الشرح الکبیر علی متن المقنع، بیروت، دار الکتاب العربی للنشر والتوزیع، ۲: ۶۰۵

Al Maqdasī, Ibn Qudāmah, Shams Uddīn 'Abd al Raḥmān, *Al Sharḥ al Kabīr 'ala Matn al Muqna'*, (Beirut: Dār al Kitāb al 'Arabī lil Nashr wal Tawzī'), 2:605

20 المقدسی الحنبلی، ابن قدامہ موفق الدین عبد اللہ بن احمد، الکافی فی فقہ الامام احمد، دار الکتب العلمیہ، طبع اول، ۱۹۹۴ء، ۱: ۴۰۵

Al Maqdasī, Ibn Qudāmah, 'Abdullah bin Aḥmad, *Al Kāfī fī Fiqh al Imām Aḥmad*, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1st Edition, 1994), 1:405

21 ابن تیمیہ، عبد السلام بن عبد اللہ، المحرر فی الفقہ علی مذہب الامام احمد بن حنبل، مکتبہ المعارف، ریاض، طبع دوم، ۱۹۸۴ء، ۱: ۲۱۷

Ibn Taymiyyah, 'Abd al Salām bin 'Abdullah, *Al Muḥarrar fil Fiqh 'ala Madhhab al Imām Aḥmad bin Ḥambal*, (Riyadh: Maktabah al Ma'ārif, 2nd Edition, 1984), 1:217

22 ابن قدامہ، المقدسی، عبد اللہ بن احمد، المغنی، مکتبۃ القاہرہ، ۱۹۶۸ء، ۳: ۳۷

Al Maqdasī, Ibn Qudāmah, 'Abdullah bin Aḥmad, *Al Mughnī*, Maktabah al Qāhirah, 1968), 1:37

23 http://www.forextrading.pk/silver-rates-pakistan.php

24 http://hamariweb.com/finance/gold_rate

25 المرغینانی، علی بن ابی بکر، الہدایہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱: ۱۰۳

Al Marghīnānī, 'Alī bin Abī Bakar, *Al Hidāyah*, (Beirut: Dār Iḥyā' al Turath al 'Arabī), 1:103

26 السرخسی، محمد بن احمد، المبسوط، دار المعرفۃ بیروت، ۱۹۹۳ء، ۳: ۲۱

Al Sarakhsī, Muḥammad bin Aḥmad, *Al Mabsūṭ*, (Beirut: Dār al Ma'rifah, 1993), 3:21

27 الموصلی، عبد اللہ بن محمود بن مودود، الاختیار لتعلیل المختار، مطبعۃ الحلبی، القاہرۃ، ۱۹۳۷ء، ۱: ۱۱۱

Al Mūṣalī, 'Abdullah bin Maḥmūd, *Al Ikhtiyār li Ta'līl al Mukhtār*, (Cairo: Maṭba'ah al Ḥalabī, 1937), 1:111

28 سورۃ الحج: ۷۸

Sūrah al Ḥajj, 78

29 فتویٰ نصاب زکوۃ، از مفتی جنید بن محمد، بتاریخ ۲۵ ذی الحج ۱۴۳۷ھ، دار الافتاء والارشاد، مجلس البرکۃ، صدیق بلڈنگ مومن نگر، ممبئی، انڈیا

Mufti Junaid bin Muḥammad, *Fatwā Niṣāb Zakāt*, (Mumbai: Dar al Iftā' wal Irshād, Majlis al Barkah, 25th Zil Ḥajjah 1437)